ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)

Vol.8. No.1 2025

پاکستان میں زرعی محاصل کی وصولی کا طریقہ کار، مسائل، منصوبہ بندی کا عملی جائزہ تعلیمات سیرت نبویہ ﷺ سے رہنمائی

Practical review of Agricultural Revenue Collection Methods, Problems and Planning in Pakistan, Guided by the Teachings of the Prophet Muhammadﷺ

محمد عمران خان

وزٹینگ لیکچرر، شعبہ علومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ

ڈاکٹر عبد الغفار

ڈائریکٹر سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ چیئر، اسسٹنٹ پروفیسر، صدر شعبہ علومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ

Abstract:

Pakistan is an agricultural country. A large part of the country's economy is met through agricultural products. It should also be kept in mind that it is also an ideological Islamic state, which is also called the Islamic Republic of Pakistan. Therefore, it is necessary to adopt the Quran, Hadith, and the biography of the Prophet Muhammad (peace be upon him) as a system. Therefore, the Quran, Hadith, and books of jurisprudence are essential. Great jurists have given explanations on it and have written regular books such as Imam Abu Yusuf's Kitab al-Kharaj, Mufti Muhammad Shafi's Islam ka Nizam arazi, Allama Balazari's Futuh al-Buldan, etc. For the construction and development of the Islamic state and the strengthening of the economic system, for the better care of the subjects and for the provision of facilities, as a source of income for the Bait al-Mal, various revenues were collected from the production of lands such as Kharaj, Ushr, Mal Fayyah, Lagan Ijarah, and income from forests. There is guidance on this in Surah Al-Hashr and Surah Al-Anfal. The scholars of Hadith have explained the details in the Kitab al-Mazarah, al-Musaqat, Kitab al-Kharaj wa al-Jiziyah. If this system is implemented effectively in Pakistan too, the country's economy can improve.

Keywords: Pakistan; Agricultural; Kitab al-Kharaj; Economy

پاکستان میں مروجہ قوانین زرعی ٹیکس کے بارے میں سمجھنے سے پہلے ضروری ہے کہ اسلامی نظام زرعی محاصل (Islamic System of Agricultural Taxation) کے نظام کو سمجھا جائے۔ نبی کریم ﷺ کے مبارک زمانہ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنھم کے دور میں بیت المال کے ذرائع آمدنی میں زمینوں کی پیداوار اور زمینوں سے ہونی والی درج ذیل آمدنیاں شامل رہیں۔ خراج، عشر، مال فئے، کرائالارض (الاقطاع) خمس، لگان اجارہ اور جنگلات کی آمدنی۔ ان ذرائع آمدنی کی مختصر وضاحت کچھ یوں ہے۔

تحقیق کا بنیادی سوال

پاکستان میں موجودہ حالات کے پیش نظر اس بات کو سمجھنے کی اشد ضرورت ہے کہ زرعی محاصل کی وصول کا طریقہ کار کیا ہو گا کیونکہ کاشت کار یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم پر بے جا ٹیکس کی بھرمار کی جارہی ہے، اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ عہد نبوی ﷺ کے زریں دَور کا مطالعہ کیا جائے اور اس مسئلے کو سیرت کے تناظر میں حل کیا جائے۔

خراج:

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)

Vol.8. No.1 2025

اسلامی ریاست کی دیگر آمدنیوں میں سے ایک اہم ذریعہ آمدنی خراج ہے جو غیر مسلموں سے وصول کیا جاتا ہے اور اس کا ادا کرنا بالاجتہاد واجب ہے۔ یہ ٹیکس چونکہ خراجی زمینوں سے وصول کیا جاتا ہے، اس لئے خراجی زمینوں کی وضاحت بھی ضروری ہے۔ خراجی زمینیں درج ذیل ہیں:

- وہ زمینیں جنہیں مجاہدین اسلام نے بزور شمشیر فتح کیا ہو یا یہ زمینیں خراج کی غرض سے ذمیّوں کو کھیتی باڑی کے واسطے دے دی جائیں مثلاً سواد عراق و مصر۔
- ان کافروں کی زمین جنہوں نے خراج کی شرط پر مسلمانوں سے صلح کی ہو۔
- وہ زمینیں جو مسلمانوں نے ذمیّ یا کافر سے خریدی ہوں۔
- جو زمینیں خراجی پانی سے سیراب ہوتی ہوں۔
- خراجی پانی کی تفصیل یہ ہے۔
- ان تمام نہروں کا پانی خراجی ہے جن کو کافروں نے کھدوایا ہو اور پھر وہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگئی ہوں۔
- بارش کا وہ پانی جو خراجی زمین میں جمع ہو جائے۔
- ان چشموں اور کنوؤں کا پانی جو خراجی زمینوں میں ہوں۔ [1]

خراج کا ثبوت نص قرآنی سے ثابت ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ ﴾[2]

”اللہ نے جو لوٹایا اپنے رسول ﷺ پر بستیوں والوں سے۔ وہ اللہ کے لئے اور رسول ﷺ کے لئے اور قرابتداروں، مسکینوں، یتیموں اور مسافروں کے لئے ہے تاکہ دولت تم میں سے دولت مندوں کے درمیان محصور نہ رہے۔“

خراج کی دوسری دلیل شرعی رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ ہے آپ نے خیبر کا علاقہ فتح کرکے اسی علاقہ کے باشندوں کو خراج مقاسمہ پر دیا تھا۔

علامہ بلاذری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قول نقل کیا ہے۔

عن عبداللہ بن عمر قال دفع رسول صَلَّى ٱللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بارضها ونخلها الى اهلها مقاسمة على النصف ممايخرج من التمر والحب وولّ عليهم في ذالك عبداللہ بن رواحہ»[3]

”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی زمین اور کھجوریں ان کے مالکان کو پھلوں اور غلہ کے نصف خراج پر دے دیں اور اس کی وصولی کے لئے حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔“

میں خراج کی دو مشہور اقسام مروج رہی ہیں۔

خراج بالمساحة اخراج مؤظف

خراج مقاسمة

1۔ خراج المساحۃ:

اس فقہی اصطلاح سے مراد ہے کھیتی باڑی پر پیمائش کے لحاظ سے خراج مقرر کرنا۔ نبی اکرم صَلِّى ٱللّٰهُ عَلَيۡهِ وَآلِهٖ وَسَلِّمَ کے عہد مبارک سے لے کر عباسی خلیفہ مہدی کے زمانہ تک خراج کی یہی قسم رائج تھی۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.8. No.1 2025

تمام زمینوں پر فی بجریب ایک درہم نقد اور ایک صاع یعنی ساڑھے تین سیر گندم یا جو یا جو بھی چیز اس زمین میں بولی جائے۔ اس کے علاوہ ترکاری کی ایک جریب پر پانچ درہم اور کھجور کا وہ باغ جو مستقل درختوں پر مشتمل ہو فی جریب دس درہم مقرر کئے۔ (4)

(جریب ساٹھ مربع گز کو کہا جاتا ہے جو ہمارے ملک میں مروجہ بیگھ یا نصف ایکڑ کے برابر ہے)

2۔ خراج مقاسمۃ:

پیداوار کے ایک مقررہ معین حصہ کو خراج مقاسمتہ کہتے ہیں۔ اسے خلیفہ مہدی نے رائج کیا اور اس کے وزیر ابو عبید اللہ نے مختلف قسم کی زمینوں کے لئے درج ذیل مختلف شرحیں مقرر کیں۔ چشموں اور بارش سے سیر اب ہونے والی زمین کا خراج اس کی پیداوار کا 3/1 حصہ ڈول اور رہٹ سے سیر اب ہونے والی زمین پر پیداوار کا 3/1 حصہ، اسی طرح ضرورت اجرت و محنت سے زائد درکار محنت والی پیداوار کا 4/1 حصہ مقرر کیا۔ (5)

خراج کا نصاب:

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خراج کا کوئی نصاب نہیں، یہ عشر کی طرح قلیل و کثیر مقدار پر ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ہر اس پیداوار پر جس کی مقدار عشر کی طرح پانچ وسق کے برابر ہو خراج عائد ہونے کے قائل ہیں۔ عشر اور خراج دونوں شریعت اسلامیہ کے نظام زرعی محاصل کی دو اصطلاحات ہیں۔ ان دونوں محصولوں میں یہ بات مشترک ہے کہ اسلامی حکومت کی طرف سے زمین پر عائد کردہ ٹیکس کی حیثیت ان دونوں میں پائی جاتی ہے۔

عشر کی ادائیگی کی ضرورت واہمیت اور فرضیت:

لفظ عشر کے معنی ہیں دسواں حصہ مگر احادیث میں نبی اکرم ﷺ نے ان واجبات شرعیہ کی جو تفصیل بیان فرمائی ہے اس میں عشری زمینوں کی دو قسمیں قرار دی ہیں۔ ایک میں عشر دسواں حصہ اور دوسری میں نصف عشر یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ ادا کرنا فرض ہوتا ہے۔ لیکن فقہاء ان دونوں قسموں پر عائد ہونے والی زکوۃ کو عشر کا نام دیتے ہیں۔

عشر کی فرضیت:

عشر کی فرضیت قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ﴾(6)

”اے ایمان والو! اپنی کمائی سے ستھری چیز خرچ کرو اور ان چیزوں میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین میں سے پیدا کی ہیں۔“

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالی کا خطاب پوری امت محمدیہ سے ہے۔

"اخرجنالکم من الارض "سے مراد ہر نباتات، معدنیات اور رکاز ہے اور ان تینوں ابواب سے متعلق اس آیت میں احکامات موجود ہیں کیونکہ اس کا حکم عمومی ہے۔ (7)

عشر کی دوسری دلیل احادیث نبوی سے ملتی ہے۔ حدیث نبوی ہے:

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا العُشْرُ، وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ العُشْرِ»(8)

’’حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس زمین کی آبپاشی بارش اور چشموں سے ہو اس کی پیداوار کا دسواں حصہ لیا جائے گا اور جس کی آبپاشی پانی کھینچ کر (کنوؤں اور ٹیوب ویل وغیرہ) سے کی گئی ہو اس کی پیداوار کا بیسواں حصہ لیا جائے گا۔“

الموسوعة الفقهية میں "قدر الماخوذفی زکوۃ الزروع والثمار" کے عنوان کے تحت درج ہے کہ زمین کی ہر پیداوار پر بشمول پھلوں کے عشرو نصف عشر لیا جائے گا اس پر سب کا اتفاق ہے ایسی زمین کی پیداوار اور پھلوں میں سے 10 / 1 حصہ یعنی عشر لیا جائے گا جس کی آبپاشی اضافی محنت کے بغیر بارش کے پانی سے یا نہروں کے پانی سے کی جائے گی اور جس زمین کی آبپاشی اضافی محنت واخر جات کے ساتھ کی جائے تو ایسی زمین کی پیداوار میں سے بیسواں حصہ یعنی نصف عشر وصول کیا جائے گا۔ (9)

اوائل اسلام میں چونکہ نہروں کے پانی پر موجودہ نظام کے مطابق ٹیکس و آبیانہ Water Rate نہیں لیا جاتا تھا اور اس وقت نہروں کے پانی سے سیر اب ہونے والی زمین پر دسواں حصہ لیا جاتا تھا اس لئے بعض روایات میں "فی السماء والعیون والا نھار "یعنی بارش، چشموں اور نہروں سے سیر اب ہونے والی زمین کی پیداوار میں سے دسواں حصہ لینے کا ذکر ہے۔ مگر یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان سے مراد وہ نہریں اور ندی نالے ہیں جن کے پانی پر محصول نہیں لیا جاتا تھا۔ لیکن موجودہ دور میں نہری اور چاہی زمینیں ایک ہی حکم میں آتی ہیں۔ اس لئے ان زمینوں کی پیداوار میں سے دسویں حصہ کی بجائے بیسواں حصہ یعنی نصف عشر وصول کیا جائے گا۔

وجوب عشر کی درج ذیل شرائط ہیں:

1۔ عشر کے واجب ہونے کی پہلی شرط مسلمان ہوتا ہے کیونکہ عشر خالصتاً عبادت ہے اور غیر مسلم عبادت کا اہل نہیں۔ لیکن اگر مسلمانوں نے زمینیں کافروں سے خریدی ہوں تو ایسی زمینوں کی پیداوار میں ان کا سابقہ ٹیکس یعنی خراج مسلمان پر لازم ہو گا۔

2۔ دوسری شرط زمین کا عشری ہونا ہے خراجی زمین پر عشر واجب نہیں ہوتا۔

یہاں پر اب عشری زمینوں کی تفصیل بیان کرنا ضروری ہے تاکہ اصل مباحث کی صحیح سمجھ آسکے۔

عشری زمینوں کی وضاحت:

درج ذیلی زمینیں عشری قرار دی جائیں گی۔

- تمام عرب کی زمینیں۔
- وہ ملک جن کے لوگ اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئے ہوں۔
- وہ زمینیں جو بزور شمشیر فتح ہوئی ہوں اور مجاہدین اسلام اور عاملین کے حصہ میں آتی ہوں۔
- وہ بنجر اور غیر آباد زمینیں جنہیں مسلمان عشری پانی سے سیر اب کریں۔
- وہ خراجی زمینیں جن کا پانی منقطع ہو اور انہیں عشری پانی سے سیر اب کیا جائے۔
- مسلمان جب اپنے گھر کے باغ کی زمین کو عشری پانی سے سیر اب کرلے۔ (10)

3۔ تیسری شرط زمین سے پیداوار کا حاصل ہونا ہے۔ اگر کسی وجہ سے پیداوار نہ ہو خواہ کسی بے اختیاری سبب سے یا زمیندار کی غفلت و کوتاہی کی وجہ سے زراعت نہیں ہوئی یا اس کی خبر گیری و حفاظت نہیں ہوئی تو ہر صورت میں عشر ساقط ہو جائے گا۔

4۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ زمین کی پیداوار کوئی ایسی چیز ہو جسے کاشت کرنے کارواج ہو اور عادتاً اس کی کاشت سے نفع اٹھایا جاتا ہو۔ خودرو گھاس یا خودرو بے کار درخت زمین میں اگ آئیں تو ان میں عشر واجب نہیں البتہ اگر گھاس اور بانس کو آمدنی کی غرض سے اگایا جائے یا سینچا جائے تو ان میں عشر واجب ہو گا۔

عشر کا اطلاق:

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

حضرت عبد اللہ بن عمر اور بعض تابعین اور ان کے بعد کے فقہاء کے نزدیک غلوں میں صرف گندم اور جو پھلوں میں صرف کھجور اور کشمش پر ہی زکوۃ عائد ہوتی ہے۔ ان چار اشیائے خوردنی اقوات کے علاوہ کسی شے پر زکوۃ نہیں۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صرف اسی پیداوار پر عشر لازم ہے جو دو شرطیں پوری کرتی ہو۔ پہلی یہ کہ لوگ اس کا ذخیرہ کر سکیں۔ لہذا ایسی سبزیات جنہیں ذخیرہ نہ کیا جاسکے مثل تربوز، ککڑی، کدو، بینگن، گاجر، ساگ، پات اور پھلوں وغیرہ پر عشر نہیں۔ دوسری شرط یہ کہ ایسی پیداوار جسے پیمانہ سے ناپ تول سکیں مثلاً تمام قسم کے اناج، دالیں، تیل اور ہر قسم کے بیج، دھنیا، زیرہ، پیاز، لہسن اور ان کی مانند پیداوار وغیرہ پر عشر لازم ہوتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عشر صرف ان اشیاء پر عائد ہوتا ہے جو قابل ذخیرہ خوردنی اشیاء ہوں۔ ان کے نزدیک سیب، انار، امرود، شفتالو، آلو بخارہ پر زکوۃ نہیں۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ جو شے خشک ہو جائے، باقی رہے اور تولی جاسکے۔ اس پر زکوۃ ہے۔ مگر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کھیتوں کی ہر پیداوار پر عشر فرض ہے کیونکہ قرآن مجید کی وہ آیات جن سے وجوب عشر کی دلیل قطعی ملتی ہے ان میں فرمان الہی عمومی ہے اور ان میں زمین کی ہر طرح کی پیداوار شامل ہے۔

عشر کا نصاب:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اکثر فقہائے امت کی رائے میں فصلوں پر زکوۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب ان کی مقدار پانچ وسق ہو جائے۔ دلیل یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ پانچ وسق سے کم پر زکوۃ نہیں ہے۔ صحیح بخاری میں آپ کا قول مبارک ہے:

"عن ابراهيم قال ليس فيما اقل من خمسة أوسق صدقة" (11)

عطاء سے بھی اسی قسم کا قول مروی ہے:

"عن عطاء قال في خمسة اوساق الزكوة" (12)

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کھیتوں کی پیداوار کا کوئی نصاب نہیں اور ہر قلیل و کثیر پیداوار پر عشر فرض ہے۔ امام ابو یوسف اور امام شافعی کے نزدیک جب زمین کی پیداوار پانچ وسق تک پہنچ جائے تب ہی عشر فرض ہو گا۔

وسق کی وضاحت:

وسق ساٹھ صاع کے برابر ہوتا ہے اور پانچ وسق تین سو صاع کے برابر ہوتے ہیں۔ موجودہ اوزان میں وسق کی مقدار میں اختلاف ہے۔

زکوۃ عشر آرڈیننس 1980ء مطبوعہ ادارہ مطبوعات پاکستان اسلام آباد کی رپورٹ کے مطابق پانچ وسق نو سو اڑتالیس کلو گرام (948) بنتا ہے۔

ڈاکٹر یوسف قرضاوی کی رائے میں پانچ وسق چھ سو اکاون (651) کلو گرام کے برابر ہوتے ہیں۔ سید اسعد گیلانی کی تحقیق کے مطابق ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور پانچ وسق تین سو صاع (300 صاع) یا چھ سو باون (652) کلو گرام بنتے ہیں۔ لہذا منوں کے حساب سے پانچ وسق 2/1/19 من۔ 23 من یا 26 من بنتے ہیں اور اگر درمیانی مقدار اختیار کریں تو 23 من نصاب اختیار کرنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

پیداواری اخراجات: Cost of Production

زمین کی پیداوار پر اٹھنے والے اخراجات اور چنگی وغیرہ عشر ادا کرنے سے پہلے منہا کئے جائیں یا نہیں؟ اس سلسلے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور فقہائے کرام کی دو مختلف آراء ہیں۔ حضرت عباس، عطاء طاؤس مکحول اور حضرت احمد بن حنبل کی رائے میں پیداواری اخراجات برداشت کرنے کے لئے جو قرض لیا جائے یا دیگر متفرق قسم کے اخراجات جو صرف اور صرف پیداوار ہی پر خرچ ہوں، عشر لگاتے وقت منہا کئے جائیں گے۔ امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور

امام محمد اور امام سفیان ثوری کے علاوہ تمام فقہائے احناف کی رائے میں بھی عشر زمین کی پیداوار میں اللہ تعالی کا حق ہے جسے سوائے آیات کریمہ اور احادیث نبوی کے کسی کو ساقط کرنے کا اختیار ہر گز نہیں۔ (13)

الموسوعۃ الفقیہ میں بھی یہ بات واضح کی گئی ہے کہ بے شک عشر اور نصف عشر پیداوار کی ہر قسم پر واجب ہے اور اس میں سے مزدوری، نہروں اور نالوں کی کھدائی اور حفاظت کرنے والے کی تنخواہ یا اس طرح اور اخراجات وضع نہیں کئے جائیں گے بلکہ تمام پیداوار میں سے عشر وصول کیا جائے گا کیونکہ عشر کے متعلق نبی اکرم کا حکم یعنی عشر و نصف عشر پیداوار پر مختلف محنت اور اخراجات کے حساب ہی سے مختلف ہے۔ (14)

مال فئے:

اسلامی ریاست کے بیت المال کی زراعت سے ہونے والی آمدنیوں میں ایک ذریعہ آمدنی مال فئی بھی ہے۔ اگر کفار مسلمانوں سے مرعوب ہو کر جنگ کئے بغیر اپنا مال و متاع چھوڑ کر بھاگ جائیں یا جنگ کے بعد ان کی مقبوضہ زمینیں مقررہ لگان یا مالگذاری پر انہیں کے قبضہ میں رہنے دی جائیں تو اس ضمن میں ہونے والی آمدنی مال فئی کہلاتی ہے۔ یہ بیت المال کا حق ہے۔ اس لئے یہ مجاہدین میں تقسیم نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ جنگ کے بغیر حاصل ہوتا ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک فئے دراصل خراج ہی کی ایک قسم ہے۔ (15)

خمس:

اسلامی حکومت زمین میں سے دریافت شدہ خزانے و دفینے اور معدنیات کی پیداوار کا 5 / 1 حصہ وصول کرتی ہے اور اس کا ثبوت قرآن مجید سے ملتا ہے:

﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ﴾(16)

"تم جان لو کہ جو چیز بھی تمہیں غنیمت میں ملتی ہے وہ بے شک اللہ کے لئے ہے اس کا پانچواں حصہ اور رسول ﷺ کے واسطے اور قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے واسطے ہے۔"

کراء الارض یا قطائع کی آمدنی:

اسلامی ریاست کی ملکیت میں کچھ ایسی زمینیں بھی ہوتی ہیں ہم سے دریاؤں سے نکلنے والی زمینیں جنگل کاٹ کر یا صحرا آباد کر کے جو زمینیں تیار کی جائیں یا مرتدوں کی زمینیں یا وہ زمینیں جن کے مالکان کا پتا نا چلتا ہو۔ یہ زمینیں حکومت مسلمانوں کو بطور اقطاع عطا کر کے ان کی نوعیت کے اعتبار سے ان پر عشر یا خراج لاگو کر دے تو ایسی زمینوں کی آمدنی بھی سرکاری خزانہ کا زریعہ بن سکتی ہے۔ حضرت عمر کے زمانہ میں اس قسم کی آمدنی نو کروڑ درہم تھی جبکہ یہی آمدنی حضرت عثمان کے زمانہ میں بڑھ کر پچاس کروڑ درہم تک پہنچ گئی تھی۔

لگان اجارہ / ٹھیکہ:

جب اسلامی ریاست کسی خاص مقام یا زمین وغیرہ کا اجارہ کسی خاص شخص کو دے دے تو اس کا لگان وصول کرتی ہے۔ نبی اکرم نے بنو غسان کے ہلال نامی ایک شخص کو سلبہ وادی اس لئے خاص کر دی تھی کہ وہ وہاں شہد کی مکھیاں پالتے اور اس کا عشر آپ کی خدمت میں مسلمانوں کے نفع کے لئے پیش کرتے تھے اور یہ طریقہ حضرت عمر کے زمانہ تک برابر جاری رہا حکومت اس وادی کی حفاظت کرتی تھی۔ (17)

جنگلات کی آمدنی:

مذکورہ ذرائع آمدنی کے علاوہ اگر اسلامی ریاست کے اندر بڑے بڑے جنگلات ہوں تو وہ بھی اس کی آمدنی کا ذریعہ بن سکتے ہیں کیونکہ انھیں سرکاری ملکیت ہی قرار دیا جاتا ہے۔ حضرت علی نے برس کے جنگلات وہاں کے باشندوں کو چار ہزار درہم کے عوض دیئے تھے۔

ضرائب:

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

مذکورہ بالا زمینوں سے ہونے والی مختلف قسم کی آمدنیاں اگر اسلامی ریاست کی جائز ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ناکافی ہوں تو حکومت مفاد عامہ کی خاطر جدید ٹیکس بقدر ضرورت عائد کرتی ہے۔ ان کو اسلامی اصطلاح میں ضرائب ونوائب کہا جاتا ہے۔

پاکستان میں زمین پر عشر اور خراج کے حصول کا طریقہ کار:

ہندوستان میں کوئی علاقہ ایسا نہیں جس کے تمام باشندے مسلمان ہوگئے ہوں اور وہ اپنی زمینوں پر قابض یا دخیل ہوں اور ان کی پیداوار کا عشر حکومت کو گیا ہو۔ البتہ جو زمینیں صلحاً فتح ہونے کے بعد مقامی باشندوں کے پاس رہیں ان سے خراج وصول کیا گیا اور جو زمینیں عفوۃً وجبراً فتح ہونے کے بعد مسلمانوں میں تقسیم کی گئیں ان سے عشر وصول کیا گیا۔ عراق، خراسان اور بصرہ سے منسلک مشرقی بلاد و علاقے جن میں سندھ اور مکران وغیرہ بھی شامل ہیں ان سب میں یہی صورتیں ہیں اور خلافت راشدہ سے لے کر عباسی دور تک ان ہی پر عملدرآمد ہوتا تھا۔ [18]

صلح ومعاہدہ سے فتح ہونے والے مقامات:

21ھ یا 23ھ میں عاصم بن عمرو نے بجستان کی فتوحات کے سلسلہ میں حدود سندھ کے علاقے مقامی باشندوں کے مطالبہ پر صلحاً فتح کئے۔ طبری کا بیان ہے کہ اہل بجستان خراج دینے پر تیار ہوئے اور مسلمان شرائط کو پورا کرنے پر آمادہ ہوئے۔ [19]

اسی طرح بلازری کا قول ہے کہ عبدالرحمٰن بن سمرہ نے داور پہنچ کر جبل زور میں باشندوں کا محاصرہ کیا۔ پھر ان لوگوں نے صلح کی اور اس سلسلہ میں عبدالرحمٰن بن سمرہ نے بست اور ذابل کو بذریعہ معاہدہ فتح کیا۔ [20]

جہاد سے فتح ہونے والے علاقے:

عمر فاروق کی ابتدائی فتوحات جو عثمان بن ابوالعاص ثقفی اور ان کے بھائیوں کی امارت میں بھڑوچ و دیبل میں ہوئیں یا 23ھ میں مکران کی جو فتح حکم بن ابو العاص کی امارت میں ہوئی وہ سب وقتی اور ہنگامی تھیں اور ان کے بعد وہاں کی زمینوں پر خراج اور باشندوں پر جزیہ کا قانون جاری نہیں ہوا تھا۔ البتہ 23ھ میں حکم بن عمرو ثعلبی کی امارت میں فتح مکران کے بعد خراج اور جزیہ کا معاملہ کیا گیا۔ کیونکہ یہ مستقل فتح طاقت اور باقاعدہ جنگ کے بعد ہوئی تھی۔ 23ھ میں سہل بن عدی نے کران اور بلوچستان کو جنگ کے ذریعہ فتح کیا۔ مقامی باشندوں نے پوری طاقت جمع کر کے ان کا مقابلہ کیا مگر انہیں شکست ہوئی۔ 29ھ میں عبداللہ بن معمر تیمی نے مکران کے جنوب میں نہر سندھ تک پورا علاقہ طاقت کے زریعہ فتح کیا اور ان علاقوں کی بغاوت کو سخت جنگ کے بعد ختم کر کے حالات پر پورا قابو پایا۔ طبری کا بیان ہے کہ حضرت عثمان نے عبداللہ بن معمر تیمی کو مکران کی مہم پر روانہ کیا اور انہوں نے مکران سے دریائے سندھ تک کے علاقوں کو قتل وغارت کے بعد مغلوب کیا [21]

31ھ میں مجاشع بن سعود سلمی نے کرمان کی فتوحات کے ضمن میں قفس بلوچستان کو قتال اور حرب وضرب کے بعد فتح کیا۔ بلاذری نے تصریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مجاشع نے اہل قفس سے جنگ کر کے ان پر فتح اور غلبہ پایا۔ اسی طرح 36ھ یا 38ھ میں حارث بن مرہ عبدی نے بلاد مکران قندابیل اور قیقان وغیرہ میں قتال وجہاد کے بعد شاندار فتوحات حاصل کیں اور مقامی لوگوں نے زبردست مقابلے کے بعد اپنی شکست مانی۔ [22]

مذکورہ بالا تمام ہندوستانی علاقے عفوۃً وجبراً اور طاقت سے فتح ہوئے ان کی زمینیں عام طور سے فیئ کی شکل میں باقی رکھ کر مقامی باشندوں کے پاس رہنے دی گئیں اور ان پر خراج مقرر کیا گیا۔ عہد عثمانی میں مجاشع نے کرمان بلوچستان کو سخت جنگ کے بعد فتح کیا اور مقامی باشندے شکست خوردہ ہو کر بجستان اور مکران کی طرف بھاگ گئے اس لئے ان کی خالی زمینیں اور جائیدادیں عربوں کے قبضہ میں آگئیں اور انہوں نے وہاں کھیتی باڑی شروع کر دی اور خلافت کی طرف سے ان کے قبضہ کو جائز تسلیم کر کے ان سے عشر وصول کیا گیا۔

ڈاکٹر محمود الحسن عارف لکھتے ہیں کہ یہ بات واضح ہے کہ بر عظیم پاک وہند کی اس سر زمین کو مسلمانوں نے طویل جدوجہد اور کئی خونریز جنگوں کے بعد حاصل کیا اس کے حصول کے لئے بلا مبالغہ ہزاروں مسلمانوں نے جان و مال اور عزت و ناموس کی قربانیاں پیش کیں۔ اس کے بعد وہ متعدد کتب تاریخ کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ان کتب کے مطالعہ سے یہ پہ پتا ہے کہ ان تمام مفتوحہ علاقوں پر مسلم قابضین نے خراج ہی مقرر کیا تھا اس طرح یہ تمام زمینیں سواد عراق ہی کے طبقہ میں شامل ہو جاتی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہندوستان کی اکثر و بیشتر اراضی ان لوگوں کی ملکیت نہیں ہیں جو ان پر قابض ہیں اس لئے اراضی ہند کے متعلق کسی شخص کی ملکیت و عدم ملکیت پر حکم لگانا اس وقت تک درست نہیں ہے جب تک یقین کے ساتھ یہ معلوم نہ ہو جائے کہ یہ زمینیں کس نوعیت میں شامل ہیں۔ (23)

اراضی پاکستان میں عشرہ خراج کا تعین:

پاکستان میں موجودہ زمینوں کی مختلف وجوہات کی بنا پر درج ذیل چند مختلف اقسام ہیں۔

غیر مسلموں کی متروکہ زمینیں جو حکومت پاکستان نے مجاہدین میں تقسیم کیں، یہ سب زمینیں عشری ہیں۔ پاکستان کے قیام سے قبل ان کی حیثیت خواہ کچھ بھی ہو کیونکہ حکومت پاکستان اور دیگر دونوں حکومتوں کی برطانیہ اور ہندوستان کے مابین جائیداو کے تبادلہ کا معاہدہ ختم ہونے کے بعد یہ سب اراضی بیت المال کی ملکیت میں داخل ہو کر ملک کی تقسیم کے ذریعہ مسلمانوں کی ابتدائی ملک بن گئیں اور مسلمانوں کی زمین پر عشر ہی لگایا جائے گا۔ اس مناسبت سے یہ ساری زمینیں شری ہیں۔

وہ زمینیں جو قیام پاکستان سے پہلے غیر آباد تھیں اور کسی شخص کی ملکیت میں داخل نہیں تھیں بعد میں حکومت پاکستان نے ان میں آب رسانی کے ذرائع مہیا کر کے انہیں آباد کیا اور مسلمانوں کو قیمتاً یا بغیر قیمت کے تقسیم کیا جیسے پنجاب میں تھل کا علاقہ اور سندھ میں کوٹری کا علاقہ۔ یہ سب زمینیں بھی مسلمانوں ہی کی ابتدائی ملکیت ہو گئیں اس لئے یہ سب بھی عشری زمینیں قرار پائیں گی۔ بشرطیکہ ان کی آبپاشی سندھ اور پنجاب کے بڑے بڑے دریاؤں سے ہوتی ہے جو قدرتی طور پر جاری ہیں اور کسی بھی حکومت کے بنائے ہوئے نہیں۔ ان دریاؤں کا پانی چونکہ عشری ہے۔ لہذا صوبہ پنجاب میں تھل کا علاقہ۔ سندھ میں کوٹری بیراج کا علاقہ اور اندرون سندھ کی نئی آباد کردہ سب زمینوں کا یہی حکم ہے۔

ان دو اقسام کے علاوہ پاکستان کی جو زمینیں غیر مسلموں کی ملکیت ہیں ان پر خراج نافذ ہو گا کیونکہ یہ سب خراجی ہوں گی۔ جو زمینیں اس وقت مسلمانوں کی ملکیت میں ہیں اور ان کے پاس یہ زمینیں مسلمانوں ہی سے وراثتاً شرعاً اور قیمت کے عوض پہنچی ہیں تو یہ زمینیں عشری ہیں اور اگر درمیان میں کوئی کافر مالک ہو گیا تھا تو عشری نہ رہیں۔ مگر وہ عشری زمینیں جن کا سابقہ حال معلوم نہ ہو اور اس وقت مسلمانوں کے پاس ہیں ان سے متعلق یہی سمجھا جائے گا کہ یہ مسلمانوں ہی سے حاصل ہوئی ہیں اور عشری ہیں۔ (24)

ان زمینوں کی حقیقت یہ ہے کہ عرصہ دراز سے ہی زمینیں غیر آباد پڑی تھیں اور ان کے اصل مالکان کا علم نہ تھا۔ بذریعہ آب چاہی و بارش تھوڑے تھوڑے ٹکڑے آباد تھے۔ ان بے آباد زمینوں کو جن کا کوئی مالک نہ تھا۔ انگریز حکومت نے دریائے سندھ و چناب و جہلم سے نہریں کھود کر مسلمانوں اور غیر مسلموں سے آباد کرایا اور بعد میں مجوزہ شرائط کے مطابق ان آباد کاروں کو ان زمینوں کا مالک قرار دے دیا۔ ان زمینوں کا حکم یہ ہے کہ جس زمین کو غیر مسلموں نے آباد کیا تھا وہ خراجی ہیں اور البتہ جن کو مسلمانوں نے آباد کیا ان کے عشری یا خراجی ہونے میں اختلاف ہے۔ امام ابویوسف کے نزدیک ایسی صورت میں چونکہ قرب و جوار کا اعتبار ہوتا ہے اور ان زمینوں کے اردگرد کی زمینیں بھی چونکہ عشری ہیں اس لئے یہ زمینیں بھی عشری ہوں گی۔

امام محمد کے نزدیک ایسی صورت میں چونکہ پانی کا اعتبار ہوتا ہے۔ یعنی اگر عشری پانی سے سیراب ہوں تو عشری اور اگر خراجی پانی سے سیراب ہوں تو خراجی ہوں گی کیونکہ ان نہروں کا پانی خراجی ہے۔ سید عبدالشکور ترمذی نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ تحقیق اور دلیل کی رو سے امام ابویوسف کا

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)

Vol.8. No.1 2025

مذہب قوی اور راجح ہے کیونکہ ان زمینوں کو آباد کرنے والے جب مسلمان ہیں تو وہ عشر ہی کے مستحق ہیں نہ کہ خراج کے کیونکہ مسلمانوں کے زیادہ مناسب حال عشر ہی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ عشر کی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے۔ اس کا ثبوت یقینی ہے اور خراجی پانی کی وجہ سے اس کا سقوط ظنی ہے اور یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔ اس لئے عشر کی فرضیت اس شک سے ساقط نہ ہو گی۔ (25)

یہ بات توجہ طلب ہے کہ انگریز حکومت نے جو نہریں کھدوائیں اور طے شدہ معاہدہ کے مطابق قیام پاکستان سے پہلے ان زمینوں کے آباد کرنے والوں کو ان کا مالک بھی قرار دے دیا اور قیام پاکستان کے بعد ہی نہریں انگریز حکومت کے بجائے حکومت پاکستان کی ملکیت و تصرف میں آ گئیں۔ اس وجہ سے امام ابو یوسف کا قول دلیل کی روشنی میں زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے۔

پاکستان میں زمین کی شماریاتی تقسیم:(Statistical Division of Land)

پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور اس کی قومی معیشت میں زرعی شعبہ کا بہت اہم کردار رہا ہے۔ اس ملک کی نصف سے زائد آبادی اسی شعبہ سے وابستہ ہے جس کی وجہ سے یہ شعبہ اس ملک کا زرمبادلہ کمانے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اس حقیقت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ملک کے اندر ہونے والی ذرائع آمدنی یعنی (Gross Dosmetic Produce)G.D.P. میں اس کا حصہ 24 فیصدی ہے۔ اسکی زمین کا 10 فیصدی حصہ شور اور 12 فیصدی حصہ کٹاؤ کا شکار ہے اور اسکی 25 فیصدی زرعی اراضی 150 ایکڑ سے زائد بڑے بڑے فارموں پر مشتمل ہے۔

جو زمین کسی وجہ سے کاشت کاری کے لئے میسر نہیں (Not Available for Cultivation) ہے اسکی تفصیل بالترتیب یہ ہے۔ 1990-91ء میں 24.37 ملین ہیکٹر، 1991-92ء میں 24.48 ملین ہیکٹر 1992-93ء میں 42.35 ملین ہیکٹر اور 1993-94ء میں 24.38 ملین ہیکٹر تھی۔ (ایک ہیکٹر = 2.67 ایکڑ) اسی طرح کل زمین جو زیر کاشت ہے اسکی تفصیل یوں ہے 1990-91ء میں 20.26 ملین ہیکٹر 1991-92ء میں 21.06 ملین ہیکٹر، 1992-93ء میں 21.40 اور 1993-94ء میں 21.46 ملین ہیکٹر تھی۔

جنگلات (FOREST) کا ایریا 1990-91ء میں 3.46، 1991-92ء میں 3.47، 1992-93ء میں 3.48 اور 1993-94ء میں 3.44 ملین ہیکٹر تھا۔ اسی طرح وہ زمین جو قابل کاشت (Culturable Waste) تو ہے مگر اس میں کسی وجہ سے مثلاً عدم دستیابی آب یا پانی کی قلت کی وجہ سے زیر کاشت نہیں لایا گیا وہ 1990-91ء میں 8.85، 1991-92ء میں 8.86، 1992-93ء میں 8.83 اور 1993-94ء میں 8.84 ملین ہیکٹر ہے۔ (26)

خلاصہ بحث

پاکستان ایک زرعی ملک ہے ملکی معیشت کا بہت سارا حصہ زرعی محاصل سے پورا کیا جاتا ہے، اور یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ یہ ایک نظریاتی اسلامی ریاست بھی ہے جسے اسلامی جمہوریہ پاکستان بھی کہا جاتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ قرآن و حدیث اور سیرت رسول اللہ ﷺ کو بطور نظام اختیار کیا جائے، اس لیے قرآن حدیث اور فقہ کی کتب. میں فقہاء عظام نے اس پر تشریحات پیش کی ہیں اور باقاعدہ کتب تالیف کی ہیں جیسے امام ابو یوسف کی کتاب الخراج، مفتی محمد شفیع کی اسلام کا نظام اراضی " علامہ بلاذری کی فتوح البلدان وغیرہ۔ اسلامی ریاست کی تعمیر ترقی اور نظام معیشت کی مضبوطی کیلئے رعایا کی بہتر دیکھ بھال اور سہولیات کی فراہمی کیلئے بیت المال کے ذرائع آمدنی کیلئے، زمینوں کی پیداوار سے مختلف محاصل وصول کیے جاتے تھے جیسے خراج، عشر، مال فئے، لگان اجارہ اس طرح جنگلات سے حاصل شدہ آمدنی، سورۃ الحشر اور سورۃ الانفال میں اس پر رہنمائی موجود ہے۔ محد ثین کرام نے کتاب المزارعۃ، المساقاۃ، کتاب الخراج والجزیۃ میں تفصیلات بیان کی ہیں۔ پاکستان میں بھی اگر اس نظام کو موثر طریقے سے نافذ العمل کر دیا جائے ملکی معیشت میں بہتری آسکتی ہے۔

تجاویز سفارشات؛ منصوبی بندی کا طریقہ کار:

1. پاکستان میں زمین کو زیر کاشت لانے کیلئے عملی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے، کسانوں کو زیادہ سے زیادہ سہولیات دی جائیں تا کہ ان کی آمدن میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکے اور وہ آسانی سے زرعی محاصل کو ادا کر سکیں۔
2. زرعی محاصل کی وصولی کے نظام کو صوبائی، ضلعی، تحصیلی اور یونین کونسل سطح پر منظم و مربوط کرنے کی ضرورت ہے اس کیلئے ماہرین اور نادرا کی سہولیات سے فائدہ اٹھایا جائے۔
3. جدید ٹیکنالوجی سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے مثلاً 'نادرا' Nadra سے ڈیٹا لیا جائے اور اُس کے مطابق زرعی محاصل وصول کیے جائیں۔
4. زرعی محاصل کی وصولی کیلئے شفاف طریقہ اختیار کرنے کیلئے یونین کونسل سطح پر تربیتی، پروگرام منعقد کیے جائیں تا کہ کسانوں کو زرعی محاصل کی ادائیگی کی اہمیت کا اندازہ ہو سکے۔
5. ائمہ، خطباء، مساجد، مدارس کی بھی بنیادی ذمہ داری ہے کہ خطبہ جمعہ کے اجتماعات میں کہ اس کی ادائیگی کی ضرورت واہمیت کو قرآن وحدیث اور سیرت مطہرہ ﷺ کے تناظر میں اجاگر کیا جائے
6. کتب احادیث میں موجود "کتاب المزارعة" آب پاشی کا نظام، کتاب الجزیہ، 'کتاب المساقاۃ' کو جدید نظام کے تناظر میں پڑھانے کی ضرورت ہے۔

حوالہ جات

---

(1) داودی، ابو جعفر احمد بن نصر، کتاب الاموال، مرکز احیاء التراث العربی، رباط، 1992، ص:69-68

(2) الحشر:7

(3) بلاذری، احمد بن یحیی، فتوح البلدان، ومکتبہ الہلال، بیروت، 1988ء، ص:59

(4) ابو یوسف، کتاب الخراج، مکتبہ رحمانیہ لاہور، 2017ء، ص:24

(5) نور محمد غفاری: اسلام کا قانون محاصل، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، 2012ء، ص:103

(6) البقرہ، 267:2

(7) قرطبی، امام ابو عبداللہ محمد بن احمد، تفسیر قرطبی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2018ء، 209/2

(8) بخاری، ابو عبداللہ، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب العشر فیما یسقی من ماء السماء، دار السلام للطبع والنشر، الریاض 1999ء، رقم الحدیث 1483

(9) وزارت اوقاف واسلامی امور کویت، الموسوعۃ الفقہیہ، جینوین پبلیکیشنز اینڈ میڈیا انڈیا، 288/23

(10) شبلی نعمانی: الفاروق: مکتبہ القریش، لاہور، 1996، ص:212؛ غفاری نور محمد، اسلام کا قانون محاصل، دیال سنگھ ٹرسٹ، لاہور، ص:214

(11) اسعد گیلانی، اسلام کا نظام عشر وزکوۃ، ادارہ اسلامیات انار کلی، لاہور، س۔ن، ص:170

(12) بخاری، صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب بیع الثمر علی رؤس........، رقم الحدیث:2190

(13) ابو یوسف، کتاب الخراج، ص:52

(14) زحیلی، وہبۃ بن مصطفیٰ، ڈاکٹر، الفقۃ الاسلامیۃ وادلتہ، دار الفکر، دمشق، س۔ن، 810/2

(15) ابو یوسف، کتاب الخراج، ص:6

(16) الانفال، 41:8

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.8. No.1 2025

(17) ابو داود، سنن ابو داؤد، کتاب الزکوۃ، باب صدقۃ الزرع، دار السلام للطبع والنشر، الریاض1999ء، رقم الحدیث:1596

(18) مبارکپوری، اطہر، خلافت راشدہ اور ہندوستان، اسلامک پبلشنگ ہاوس، لاہور، س۔ن، ص:168

(19) طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، تاریخ طبری، دار التراث، بیروت، طبع ثانی، 1387ھ، 6/4

(20) بلاذری، فتوح البلدان، ص:386

(21) طبری، تاریخ طبری، 320/3

(22) بلاذری، فتوح البلدان، ص:384؛ ابن ایژ: الکامل فی التاریخ، 49/3

(23) ڈاکٹر محمود الحسن عارف، اراضی پاک وہند کی شرعی حیثیت: ماہنامہ حکمت قرآن مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور اگست 1988ء شمارہ نمبر8، ص:34

(24) محمد شفیع، مفتی، اسلام کا نظام اراضی، دار الاشاعت، کراچی، 1979ء، ص:178

(25) ترمذی عبد الشکور، سید، اسلامی حکومت کا مالیاتی نظام، جمیلی کتب خانہ دار العلوم اسلامیہ کامران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور، ص:79۔80

(26) Agricultural Statistics of Pakistan: Ministery of Food and Agriculture, I/bad: P-115